۶۔ دانا پوری، عبد الرؤف، اصح السیر، ادارہ اسلامیات لاہور، ۲۰۰۹ئ، ص ۳۰۶

۷۔ محمد حمید اللہ، ڈاکٹر، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حکم رانی اور جانشینی، بیکن بکس لاہور، ۲۰۱۱ئ، ص ۹۲

۸۔ محمد حمید اللہ، ڈاکٹر، محمد رسول اللہ، ترجمہ خالد پرویز، بیکن بکس لاہور، ۲۰۰۵ئ، ص ۲۰۹

۹۔ صحیح بخاری، کتاب المظالم، ۲۴۴۳، صحیح مسلم، ۲۵۸۰

۱۰۔ سنن أبی داؤد، کتاب الادب، باب فی النصیحۃ، ۴۹۴۴

۱۱۔ الازھری، پیر محمد کرم شاہ، ضیا النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، ضیاء القران پبلی کیشنز لاہور، ۱۹۹۹ئ، ج ۵، ص ۲۷۹

۱۲۔ گوہر رحمان، مولانا، اسلامی سیاست، مکتبہ تفہیم القرآن مردان، ۲۰۰۲ئ، ص ۱۴۰

۱۳۔ سنن ترمذی، کتاب صفۃ القیامۃ، باب فی القیامۃ، ۲۴۱۷

۱۴۔ صحیح مسلم، کتاب الامارۃ، باب فضیلۃ الامام العادل، ۱۸۲۸

۱۵۔ المعجم الکبیر

۱۶۔ سنن الترمذی، کتاب البر والصلۃ، باب ماجاء فی المداراۃ، ۱۹۹۶ء

۱۷۔ سنن أبی داؤد، کتاب الاقضیۃ، باب فی کراھیۃ الرشوۃ، ۳۵۸۰؛ سنن ترمذی، ۱۳۳۷

۱۸۔ طبری، محمد بن جریر، تفسیر الطبری، ھجر للطباعہ والنشر، قاہرہ، ۲۰۰۱ئ، ج ۷، ص ۱۷۳

۱۹۔ قرطبی، محمد بن احمد، الجامع لأحکام القرآن، مؤسسۃ الرسالۃ بیروت، ۲۰۰۶ئ، ج ۶، ص ۴۲۳

۲۰۔ ابن کثیر، عماد الدین، تفسیر ابنِ کثیر، مکتبہ قدوسیہ لاہور، ۲۰۰۶ئ، ج ۵، ص ۶۲۲

۲۱۔ محمد شفیع، مفتی، معارف القرآن، ادارۂ معارف کراچی، ۲۰۰۵ئ، ج ۲، ص ۴۴۶

۲۲۔ صحیح بخاری، کتاب الرقاق، باب رفع الامانۃ، ۶۴۹۶

۲۳۔ صحیح مسلم، کتاب الامارۃ، ۱۸۲۵

۲۴۔ السنن الکبریٰ للبیہقی: ۲۰/ ۸۶۱

۲۵۔ صحیح مسلم، کتاب الایمان، ۱۰۲

۲۶۔ المعجم الکبیر للطبرانی، ج ۱۹، ص ۲۷۴

۲۷۔ غازی، محمود احمد، ادب القاضی، ادارہ تحقیقات اسلامیہ اسلام آباد، ۱۹۹۳ئ، ص ۳۷۵

۲۸۔ دہلوی، شاہ ولی اللہ، البدور البازغۃ، ترجمہ قاضی مجیب الرحمن، وزارتِ مذہبی امور اسلام آباد، ۱۹۸۱ئ، ص ۲۰۲

۲۹۔ صحیح بخاری، کتاب الاحکام، باب قول اللہ تعالیٰ اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول، ۷۱۳۸

۳۰۔ مودودی، ابوالاعلیٰ، سیرت سرور عالم، ادارہ ترجمان القران لاہور، ۲۰۰۹ئ، ج ۲، ص ۱۷۰

۳۱۔ البوطی، محمد سعید رمضان، دروس سیرت، ترجمہ محمد رضی الاسلام ندوی، نشریات لاہور، ۲۰۱۰ئ، ص ۳۷۲

☆☆☆

مطالعہ و تحقیق اور تصنیف و تالیف کے شائقین کے لیے سنہری موقع

ادارۂ تحقیق و تصنیف اسلامی علی گڑھ میں دوسالہ تصنیفی تربیت کورس کے لیے ایسے یکسو اسکالرس کی ضرورت ہے جو:

☆ مطالعہ و تحقیق اور تصنیف و تالیف کا ذوق وشوق رکھتے ہوں۔

☆ امت کی فکری رہ نمائی اور اپنے علمی ارتقاء کے خواہش مند ہوں۔

☆ عربی، انگریزی اور اسلامیات کی اچھی استعداد رکھتے ہوں۔

اس کورس کے امیدوار کے لیے ضروری ہے کہ وہ:

☆ کسی معروف عربی درس گاہ سے فضیلت یا اس کی مساوی سند کے حامل ہو یا کسی کالج و یونی ورسٹی سے گریجویٹ ہو۔

☆ اس کی عمر ۲۵/سال سے زائد نہ ہو۔

منتخب طلبہ کو ادارہ کے خوب صورت اور وسیع کیمپس میں قیام کی سہولت کے ساتھ پانچ ہزار روپے ماہانہ وظیفہ دیا جائے گا۔

خواہش مند طلبہ درخواست کے ساتھ اپنے کوائف مع اسناد کی نقول اس طرح ارسال کریں کہ ۱۵/مارچ ۲۰۱۵ء تک ادارہ کو موصول ہوجائے۔ جن افراد کو انٹرویو کے لیے بلایا جائے گا انھیں دونوں طرف کا سلیپر کلاس کا کرایہ دیا جائے گا۔

نوٹ: ادارہ کے مختلف علمی و تحقیقی منصوبوں کی تکمیل کے لیے اہل خیر سے دعاؤں، مشوروں اور مالی تعاون کی درخواست ہے۔

ڈاکٹر صفدر سلطان اصلاحی

سکریٹری ادارۂ تحقیق و تصنیف اسلامی، نبی نگر، جمال پور، علی گڑھ

Mob:9410060558

سیر و سوانح

ابنِ سیّد الناس اور ان کی کتابِ سیرت

حافظہ صبیحہ منیر

نام و نسب

ابن سید الناس کا نام محمد بن محمد بن محمد بن احمد بن سید الناس ہے۔ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ (م ۸۵۲ھ) نے اُن کا تفصیلی نسب نامہ یوں ذکر کیا ہے:

''أبو الفتح فتح الدین محمد بن محمد بن محمد بن أحمد بن عبداللہ بن یحیٰ بن محمد بن أبی القاسم بن محمد بن محمد بن عبدالعزیز بن سید الناس بن أبی الولید بن منذر بن عبدالجبار بن سلیمان الیعمری الربعی، الاشبیلی الأندلسی، المصری القاھری، الشافعی المعروف بابن سید الناس۔'' ۱؎

اُن کا لقب 'فتح الدین' اور کنیت 'ابوالفتح اور ابنِ سیّد الناس' ہے۔ ابوالفتح کی کنیت کی وجہ بیان کرتے ہوئے ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں:

کنّاہ بھا شیخہ المسند عبدالطیف بن عبدالمنعم بن علی المعروف بالنجیب الحرانی۔۔۔ حین أحضرہ والدہ الیہ فی مجلس الحدیث۔ ۲؎

ابنِ سیّد الناس کی یہ کنیت اُن کے شیخ عبدالطیف بن عبدالمنعم نے، جو کہ نجیب حرانی کے نام سے مشہور تھے، اُس وقت رکھی جب اُن کے والد اُن کو شیخ کی مجلسِ حدیث میں لائے۔

'الیعمری' قبیلہ یعمر کی طرف منسوب ہونے کی وجہ سے کہا جاتا ہے۔

امام سمعانیؒ (م ۵۶۲ھ) قبیلہ یعمر کے بارے میں لکھتے ہیں:

یعمری نسبۃ الیٰ بطن من کنانہ۔۳؎ | یعمری قبیلۂ کنانہ کی شاخ کی جانب منسوب ہے۔

’الربعی‘ کی نسبت کے بارے میں ابن الأثیرؒ (م ۶۳۰ھ) لکھتے ہیں:

ربعی نسبۃ الیٰ ربیعۃ بن نزار او ربیعۃ بن الأزد أو ربیعۃ الجوع أو ربیع بن مالک بن عمرو أو ربیع بن حصن بن ضمضم۔۴؎ | ربعی کی نسبت ربیعہ بن بزار یا ربیعہ بن ازد یا ربیعہ الجوع یا ربیع بن مالک یا ربیع بن حصین کی طرف ہے۔

یہاں ربعی کی نسبت ’ربیعہ بن نزار‘ کی طرف ہے۔

ابتدائی حالات

ابنِ سیّد الناس نے اپنے تلمیذِ رشید صلاح الدین بن ایبک الصفدی (م ۷۶۴ھ) سے اپنی تاریخ پیدائش ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

مولدی فی رابع عشر ذی القعدۃ سنۃ ۶۷۱ھ۔ بالقاہرۃ۔۵؎ | میں ۱۴/ ذی القعدہ ۶۷۱ھ کو قاہرہ میں پیدا ہوا۔

تاج الدین السبکیؒ (م ۷۷۱ھ) طبقات الشافعیۃ الکبریٰ میں ابنِ سیّد الناس کی تاریخ پیدائش بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

مولدُہٗ فی ذی الحجۃ، سنۃ احدی وسبعین وستمائۃ۔۶؎ | ان کی پیدائش ذی الحجۃ ۶۷۱ھ میں ہوئی۔

امام شوکانیؒ (م ۱۲۵۰ھ) نے ابنِ سیّد الناس کا نسب نامہ ذکر کرتے ہوئے، ان کے گیارہویں جد کا نام ’ابی القاسم بن محمد‘ ذکر کیا ہے، جب کہ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ کے بیان کردہ نسب نامہ میں ’محمد بن ابی القاسم‘ ہے۔

تعلیم وتربیت

ابنِ سیّد الناس ایک علمی گھرانہ سے تعلق رکھتے تھے۔ اُن کے دادا اور والد محدث اور اعلیٰ پائے کے عالم تھے۔ اس وجہ سے اُن کی تربیت خالص علمی ماحول میں

ہوئی۔لڑکپن میں ہی اپنے والد کے ساتھ شیوخ کی مجالس میں حاضر ہونے لگے اور مختلف مشائخ سے اجازت اور سماع کا موقع ملا۔

۱۴ سال کی عمر میں باضابطہ شرفِ تلمذ کے حصول کے لیے مختلف مشائخ کے علمی حلقوں کا رُخ کیا، جہاں کتابتِ حدیث، سماعِ حدیث اور زمانہ کے مروجہ علوم وفنون حاصل کیے۔حافظ ابن حجر عسقلانیؒ لکھتے ہیں:

ولم يقتصر من جهة أخرى على تحصيل الحديث وعلومه،فاتّجةالى دراسة الفقه وأصوله، وحفظ في ذلک بعض المتون في الفقه الشافعي، كالتنبيه۔۔۔ وأخذ النحو عن الشيخ بهاء الدين بن النحاس۔ ۷	حدیث اور اس کے متعلقات کے حصول کی وجہ سے دوسرے علوم کے تحصیل میں کمی نہیں آنے دی۔فقہ اور اصول فقہ کی جانب متوجہ ہوئے اور فقہ شافعی کی بعض کتب کے متون جیسے 'تنبیۂ' کو یاد کیا۔۔۔نحو میں کامل دست رس شیخ بہاء الدین بن النحاس کے پاس رہ کر حاصل کی۔

سماعِ حدیث اور اجازتِ حدیث کے لیے مختلف علاقوں کا سفر کیا۔ بالآخر ایک وقت ایسا آیا کہ تشنگانِ علم اپنی پیاس بجھانے کے لیے اُن کی خدمت میں حاضر ہونے لگے اور اُن کے فیض سے استفادہ کرنے لگے۔

اساتذہ

ابنِ سیّدالناس نے تحصیلِ علم کے لیے مملکتِ اسلامیہ کے مختلف علاقوں کا سفر کیا اور مختلف علماء اور مشائخ سے حدیث، فقہ، اصول فقہ، نحو اور دیگر علوم وفنون میں استفادہ فرمایا۔حافظ ذہبیؒ (م ۷۴۸ھ) سے اُن کے شیوخ کے بارے میں استفسار کیا گیا،تو انھوں نے فرمایا:

لعل مشيخته يقاربون الألف۔ ۸	شاید اُن کے مشائخ کی تعداد ایک ہزار کے قریب ہے۔

ابنِ سیّد الناس کے مشہور اساتذہ کے نام درج ذیل ہیں:

۱۔ عبد الطیف بن عبد المنعم بن علی، المعروف بالنجیب الحرانی علیہ الرحمۃ

۲۔ الامام عز الدین أحمد بن ابراهیم الفارسی علیہ الرحمۃ

۳۔ أبو القاسم الخضر بن أبی الحسین بن الخضر بن عبدان الأزدی الدمشقی علیہ الرحمۃ

۴۔ شامیة بنت الحافظ أبی علی الحسن بن محمد بن البکری، أمة الحق۔

۵۔ اسماعیل بن ابراهیم بن عبدالرحمن المخزومی، المعروف بابن قریش علیہ الرحمۃ

۶۔ أبو عبد اللہ محمد بن مؤمن الصوری علیہ الرحمۃ

۷۔ الامام قطب الدین ابو بکر محمد بن أحمد القسطلانی علیہ الرحمۃ

۸۔ شمس الدین أبو عبد اللہ محمد بن ابراهیم بن عبد الواحد المقدسی علیہ الرحمۃ

۹۔ الشیخ الغز عبد العزیز بن الصیقل الحرانی علیہ الرحمۃ

۱۰۔ أبو عمرو محمد بن محمد بن سید الناس علیہ الرحمۃ

۱۱۔ تقی الدین، أبو الفتح، محمد بن علی بن وهب بن مطیع القشیری، المالکی، الشافعی، المعروف بابن دقیق العید علیہ الرحمۃ

۱۲۔ ابو عبد اللہ، محمد بن ابراهیم بن محمد بن ابی نصر، بهاء الدین بن النحاس علیہ الرحمۃ الحلبی، النحوی

ان کے علاوہ انھوں نے ابو الانماطی، غازی الحلاوی، ابن الخیمی، ابن الخطیب المزة، ابن الفتح بن المجاور، ابن عساکر، أبو الاسحاق الواسطی، القاضی أبو القاسم الحراستانی، الصوفی أبی عبد اللہ بن البنائ، أبو الحسن بن البناء اور مصر، اسکندریہ، شام، حجاز اور اندلس کے علماء سے بھی اجازت اور سماع کا شرف حاصل کیا۔۹؎

معاصر شخصیات کی آراء

ابنِ سیّد الناس کو اُن کے معاصرین نے شان دار الفاظ میں خراج تحسین پیش کیا ہے۔ اُن کو اعلیٰ درجہ کا محدث، فقیہ، حافظ، ادیب، فصیح و بلیغ شاعر اور علل رواۃ جاننے والا بتلایا ہے۔ ذیل میں چند حضرات کی آراء نقل کی جاتی ہیں: ابن شاکر الکتبی (م ۷۶۴ھ) حافظ ذہبیؒ کی رائے نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

كان صدوقاً فی الحديث، حجة فی ماينقله۔ ۱۰؎	وہ حدیث میں سچے تھے اور جو کچھ انھوں نے بیان کیا ہے اس میں حجت تھے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی، ابن فضل اللہ کی رائے ذکر کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

كانَ أحد أعلام الحفاظ و امام أهل البلاغة الو اقفين بعكاظ بَحر مكثار وَ حبر فی نقل الاثار۔ ۱۱؎	وہ بڑے علماء اور حفاظ حدیث میں سے تھے، اہل البلاغۃ کے امام تھے۔ علم کا سمندر تھے۔ آثار کی روایت میں مہارت رکھتے تھے۔

تاج الدین السبکی علم الدین قاسم بن یوسف البرزالی کا قول نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

كان أحد الأعيان معرفةً و اتقاناً و حفظاً للحديث وتفهّماً فی علله و أسانيده۔ ۱۲؎	حدیث کی معرفت، مہارت اور حفظ میں معروف ومشہور علماء میں سے ایک تھے اور احادیث کی علل و اسانید کو خوب جاننے والے تھے۔

حافظ ابن کثیر (م ۷۷۴ھ) فرماتے ہیں:

اشتغل بالعلم۔۔۔ و لم يكن فی مصر فی مجموعه۔ ۱۳؎	(ابنِ سیّد الناس) تعلیم و تعلم میں مشغول رہے۔۔۔ مصر میں اُن جیسا کوئی نہیں تھا۔

ابن العماد (م ۱۰۸۹ھ) ابن ناصر الدین کا قول نقل کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

كان اماماً، حافظاً ۔۔۔ بارعاً، شاعراً و اديباً۔ ۱۴؎	(ابنِ سیّد الناس) وقت کے امام، حافظ، صالح، شاعر اور ادیب تھے۔

امام اسنوی (م ۷۷۲ھ) فرماتے ہیں:

حافظ الدیار المصریۃ۔۱۵؎ ابنِ سیّد الناس دیار مصر کے بڑے حافظ تھے۔

ابنِ سیّد الناس بہ حیثیت سیرت نگار

ابنِ سیّد الناس کو سیرت نگاروں میں نہایت اعلیٰ مقام حاصل ہے۔ ان کا شمار اپنے زمانے کے ممتاز محدثین میں ہوتا ہے۔ مگر سیرت نگار کی حیثیت سے وہ زیادہ مشہور ہیں۔ انھوں نے اپنی کتاب 'عیون الاثر' میں نبی کریم ﷺ کی سیرت کو مستند روایات کی روشنی میں بیان کیا ہے، جس میں آں حضرت ﷺ کے شمائل و عادات، سیرت کے اہم واقعات اور غزوات کا مفصل ذکر کیا ہے۔ اس کتاب کا شمار فنِ سیرت کی نہایت جامع اور معتبر و مستند کتاب میں ہوتا ہے۔ مؤلف نے کتاب کا آغاز نبی کریم ﷺ کے نسب نامہ سے کیا اور بعد کے اہم واقعات کو بیان کر کے غزواتِ رسول ﷺ کا تذکرہ کیا ہے۔ سرور عالم ﷺ کی وفات کے ذکر سے قبل آپؐ کے فضائل وشمائل اور عادات، رشتہ داروں اور آپؐ کے استعمال میں رہنے والی اشیاء کا ذکر کیا ہے۔ انھوں نے سیرت کے سابقہ ذخیرہ کو سامنے رکھتے ہوئے ان کا اختصار پیش کیا ہے اور بقدر ضرورت اس میں اضافہ بھی کیا ہے۔

عیون الاثر کا منہج و اسلوب

آٹھویں صدی ہجری کی کتبِ سیرت میں 'عیون الاثر' ممتاز درجہ کی حامل ہے۔ کتاب کا مکمل نام 'عیون الاثر فی فنون المغازی والشمائل والسیر' ہے۔ یہ کتاب نبی کریم ﷺ کی عادات و معمولات، فضائل وشمائل اور غزوات کے بیان، مختلف سیرت نگاروں کی آراء و اقوال کو جاننے اور اعلام و انساب کی وضاحت کے سلسلے میں بنیادی مأخذ کا درجہ رکھتی ہے۔ مصنف نے کتاب کو ابواب اور فصول میں تقسیم نہیں کیا ہے، بلکہ نبی کریم ﷺ کی حیات طیبہ کے تمام اہم واقعات کو 'ذکر نسب سیدنا و نبینا رسول ﷺ

۔۔۔۔۔ ذکر مولدرسول اللہ ﷺ، ذکر تسمیۃ محمد و أحمد ﷺ الخ‘‘ جیسے عناوین کے تحت واقعات کے تمام اجزاء کو مفصل بیان کیا ہے۔

بنیادی طور پر یہ کتاب مضامین کے اعتبار سے تین حصوں پر منقسم ہے:

۱۔ مضامینِ سیر

۲۔ مضامینِ غزوات

۳۔ مضامین فضائل وشمائل

ابن اسحاق اور امام واقدی پر کلام

ابنِ سیّد الناس نے سیرت اور مغازی کے بنیادی رواۃ ’امام ابن اسحاق اورواقدی‘ پر کتاب کے مقدمہ میں مفصل کلام کیا ہے۔ انھوں نے ان حضرات کے بارے میں اہل سیر کے بیانات کے ساتھ ان پر ہونے والے اعتراضات کا بھی جائزہ لیا ہے اور یہ فیصلہ فرمایا ہے کہ ان کے کلام پر اعتبار کیا جاسکتا ہے، کیوں کہ سیرت نبوی ﷺ کی معلومات کے سلسلے میں بعد کے تمام مؤلفین ان حضرات کے محتاج ہیں، نیز ان کی بیان کردہ روایات میں ایسی کوئی بات نہیں جو احادیثِ صحیحہ کے منافی ہو۔ مشہور اسکالر ڈاکٹر محمود احمد غازی ’ابن سیدالناس‘ کے اس محاکمہ کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں:

> ’’انہوں نے محاکمہ کرنے کے بعد نتیجہ نکالا کہ اُن دونوں کے بیانات بالکل مستند ہیں ۔۔۔ یہ معلومات سیرت کے عمومی اسٹر کچر میں جہاں جہاں خلا ہے، اُس کی تکمیل کرتی ہیں اور ایسی کوئی چیز نہیں جو تحقیق کی میزان پر پوری نہ اُترتی ہو۔‘‘ ۱۶؎

ابن اسحاق اورواقدی کی ’عدالت‘ پر اتنا مفصل کلام ابنِ سیّد الناس کی کتاب ’عیون الاثر‘ کے علاوہ سیرت کی کسی اور کتاب میں نہیں ملتا۔ ان کے بارے میں منفی اور مثبت آرا کے جائزہ کے بعد ابن سیدالناس اُن کی تصویب کے قائل ہیں اور اُن کی بیان کردہ معلومات پر اعتماد کو درست قرار دیتے ہیں۔

اسلوبِ تحریر

ابنِ سیّدالناس نے 'عیون الاثر' میں قاری کی سہولت کے لیے واقعات کا زمانی ترتیب سے ذکر کیا ہے۔ انھوں نے سیرت طیبہ کے اہم پہلوؤں کو عنوانات کے تحت بیان کرتے ہوئے کلام اور واقعہ کی مناسبت سے اشعار بھی پیش کیے ہیں۔ انھوں نے اپنے زمانہ کے دستور کے مطابق مسجع و مقفّٰی کلام کے بجائے اپنی بات کو نہایت ہی سادہ، بے تکلف اور سیدھے سادہ انداز میں پیش کیا ہے۔

محقق محی الدین مستو لکھتے ہیں:

لم يثقل كتابه بأسلوب السجع والمحسنات الذى كان سائداً فى عصره، بل أطلق عبارته من كل قيد۔١٧ـ

انہوں نے ایسے بناوٹ اور تکلف کے اسلوب کے ذریعے اپنی کتاب کو دشوار نہیں بنایا جو اُن کے زمانہ میں عام طور پر جاری تھا، بلکہ اپنی کتاب کی عبارتوں کو ہر قسم کے قید سے آزاد رکھا۔

ابن سیدالناس کی حیات میں ہی 'عیون الاثر' کو لوگوں میں پذیرائی حاصل ہو چکی تھی۔ بعد کے سیرت نگاروں نے اس کتاب کی افادیت کے پیشِ نظر اُس کو نظم ونثر اور تلخیص وتشریح کے ذریعے عوام کی خدمت میں پیش کیا۔

اسانید

ابنِ سیّد الناس نے 'عیون الاثر' کو محدثانہ طرز پر مرتب کیا، مگر قاری کو اکتاہٹ سے بچانے کے لیے انھوں نے اسناد کا بار بار ذکر نہیں کیا، بلکہ جن کتب کو مدنظر رکھ کر کتاب کی تالیف کی اُن کی اسناد کو کتاب کے آخر میں جمع کر دیا ہے۔ اس بات کا تذکرہ مصنف نے کتاب کے مقدمہ میں صراحت سے کر دیا ہے۔ لکھتے ہیں:

أذكر أسانيدى الى مصنّفى تلك الكتب فى مكان واحد عند انتهاء الغرض من هذا المجموع۔١٨ـ

اس مجموعہ کے آخر میں ایک ہی جگہ میں اپنی تمام اسناد کو، جن کے ذریعے یہ کتب مجھ تک پہنچی ہیں، ذکر کروں گا۔

مصنف نے یہ انداز صرف قارئین کی سہولت کے پیشِ نظر اپنایا ہے، تاکہ وہ اُکتاہٹ نہ محسوس کریں اور تمام واقعات اور حالات مستند مآخذ کے ذریعہ ان تک پہنچ سکیں۔

شرکائے واقعات سیرت کے اسماء کی تفصیل کا اہتمام

واقعات کی تفصیل کے ذیل میں اُن میں شریک صحابہ کرام اور دیگر لوگوں کے اسماء کی وضاحت کرتے ہیں۔ ناموں کے وضاحت کے دوران اس سلسلہ میں پائے جانے والے اختلاف کا بھی ذکر کرتے اور غلط رایوں کی تردید کرتے ہیں۔ جیسے غزوۂ احد کے دوران شہید ہونے والوں کے اسماء درج کرتے ہوئے علامہ ابن عبدالبر کا قول نقل کیا کہ اُن (علامہ ابن عبدالبر) کے نزدیک خنیس بن حذافہ بن قیس بن عدی اسی غزوہ میں شہید ہوئے تھے۔ اس پر مؤلف لکھتے ہیں:

ولیس ذلک بشیٔ، والمعروف أنه مات بالمدینة علی رأس خمسة وعشرین شهراً بعد رجوعه من بدر، وتأیمت منه حفصة بنت عمر فتزوّجها رسول الله ﷺ في شعبان علی رأس ثلاثین شهرا ً کماسیأتی ان شاء الله تعالی، وکل ذلک قبل أحد۔۱۹	اس بات کی کوئی حقیقت نہیں۔ مشہور یہ ہے کہ وہ غزوۂ بدر سے لوٹنے کے بعد مدینہ منورہ میں (ہجرت مدینہ کے) ۲۵ ماہ کی ابتدا میں فوت ہوئے اور حضرت حفصہ بنت عمرؓ، جو ان کے نکاح میں تھیں، بیوہ ہوئیں تو نبی کریم ﷺ نے (ہجرت مدینہ کے) تیسویں ماہ کے شروع میں شعبان میں اُن سے نکاح کیا۔ اس کی تفصیل ان شاء اللہ آگے آئے گی۔ یہ تمام واقعات غزوۂ احد سے قبل رونما ہوئے۔

اختلافی آراء کا تذکرہ اور جزوی تفصیلات

اس کتاب میں ناموں کے درست تلفظ، اُن کے نسب ناموں میں پائے جانے والے اختلاف اور مختلف واقعات میں شریک حضرات کے بارے میں پائے

جانے والے اختلاف کی وضاحت کثرت سے ملتی ہیں۔ ابنِ سیّد الناس اعلام واماکن میں پائے جانے والے ابہام اور وہم کو دور کرنے اور ناموں کی وضاحت میں اپنی رائے کو حتمی قرار نہیں دیتے، بلکہ قاری کو راجح رائے اختیار کرنے کا موقع فراہم کرتے ہیں۔ جیسے غزوۂ ذات الرقاع کو ذات الرقاع کیوں کہا جاتا ہے؟ اس سے متعلق مختلف اقوال نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

غزوة ذات الرقاع، وسمّيت بذلك لأنهم رقعوا فيها رأياتهم، ويقال: ذات الرقاع شجرة بذلك الموضع، وقيل: لأن أقدامهم نقبت، فكانوا يلفّون عليها الخرق، وقيل: بل الجبل الذى نزلوا عليه كانت أرضه ذات ألوان تشبه الرقاع۔۲۰؎

اس غزوہ کو ذات الرقاع اس لیے کہا جاتا ہے کہ اس میں صحابہ کرام نے اسی مقام پر اپنے جھنڈے گاڑے تھے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ ذات الرقاع اس جگہ کے ایک درخت کا نام ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ اس غزوہ میں صحابہ کے پیروں میں آبلے پڑ گئے تھے، چنانچہ انھوں نے ان پر پٹیاں باندھ لی تھیں، اس وجہ سے اس غزوہ کو ذات الرقاع کا نام دیا گیا۔ اس کی ایک وجہ تسمیہ یہ بیان کی گئی ہے کہ اس موقع پر صحابہ نے جس پہاڑ پر پڑاؤ ڈالا تھا اس کی زمین رنگ برنگی تھی۔

ابنِ سیّد الناس نے تمام اقوال درج کر دیے ہیں، لیکن کسی بھی رائے کو ترجیح نہیں دی ہے۔

آیاتِ قرآنی کا استعمال

ابنِ سیّد الناس کبھی واقعاتِ سیرت سے پہلے موضوع سے متعلق قرآنی آیات کا ذکر کرتے ہیں۔ اس کا مقصد سیرت نبوی کو قرآن کریم کا آئینہ قرار دینا ہے۔ جیسے سرورِ دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاق کے بیان میں لکھتے ہیں:

قال اللّٰہ تعالی (وَاِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ)۔۲۱؎

”اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: یقیناً آپؐ اخلاق کے عظیم مرتبہ پر فائز ہیں۔“

تاریخوں کا اہتمام

ابنِ سیّد الناس واقعات کی تاریخ سے متعلق پائے جانے والے اختلاف کو وضاحت سے بیان کرتے ہیں۔ جیسے غزوہ بنونضیر کس تاریخ میں واقع ہوا؟ اُس کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

وهی عند ابن اسحق: فی شهر ربیع الأول علی رأس خمسة أشهر من وقعة أحد، وقال البخاری: قال الزهری عن عروة: كانت علی رأس ستة أشهر من وقعة بدر، قبل أحد۔ ۲۲؎

ابن اسحاق کے نزدیک غزوۂ بنونضیر غزوۂ احد کے واقعہ کے بعد پانچویں مہینہ (ربیع الاول) کی ابتدا میں ہوا۔ امام بخاری نے کہا: زہری عروہ بن الزبیر کا قول نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ غزوۂ بنونضیر غزوۂ بدر کے بعد چھٹے مہینہ میں غزوۂ احد سے پہلے پیش آیا۔

واقعاتِ سیرت کے اسباب و وجوہ کا تذکرہ

ابنِ سیّد الناس کسی واقعہ سے متعلق پائے جانے والے مختلف اسباب پر بھی روشنی ڈالتے ہیں۔ جیسے غزوۂ مؤتہ کیوں پیش آیا؟ اس کی وجہ ذکر کرتے ہوئے انھوں نے لکھا ہے:

وكان سببها أن رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم بعث الحارث بن عمیر الأزدی أحد بنی لهب بكتابه الی الشام الی ملک الروم، وقیل: الی ملک بصری، فعرض له شرحبیل بن عمرو الغسانی فأوثقه رباطاً ثم قدم فضرب عنقه صبراً، ولم یقتل لرسول الله ﷺ رسول غیره، فاشتد ذلک علیه حین بلغه الخبر عنه۔ ۲۳؎

غزوۂ موتہ کا سبب یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حارث بن عمیر ازدیؓ کو، جو کہ بنولہب سے تعلق رکھتے تھے، ملک روم کے نام خط کے ساتھ شام کی جانب بھیجا۔ بعض کے نزدیک ملک بصریٰ کے نام خط دے کر بھیجا تھا۔ وہ یہ خط لے کر نکلے تو انھیں شرحبیل بن عمرو غسانی نے گرفتار کر لیا اور انھیں رسیوں میں جکڑ کر شہید کر دیا۔ ان کے علاوہ نبی کریم ﷺ کے کسی قاصد کو شہید نہیں کیا گیا۔ جب آپؐ کو اس واقعہ کی خبر ملی تو آپؐ سخت ناراض ہوئے۔

مختلف فیہ اقوال میں ترجیح

بعض مرتبہ ابنِ سیّد الناس کسی مختلف فیہ مسئلہ میں کسی ایک قول کو ترجیح دیتے ہیں۔ جیسے حدیث المعراج کے ذیل میں انھوں نے اس اختلاف کا ذکر کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی معراج کے موقع پر آپؐ کو اللہ تعالیٰ کی رؤیت آنکھوں کے ذریعے ہوئی تھی یا نہیں؟ حضرت عائشہ صدیقہؓ اس کا انکار کرتی ہیں، جب کہ حضرت ابن عباسؓ اس کے قائل ہیں۔ابنِ سیّد الناس نے حضرت ابن عباسؓ کے قول کو ترجیح دی ہے۔اس پر یہ اعتراض ہوسکتا تھا کہ قرآن کریم میں تو رؤیۃ بالا بصار کی نفی کی گئی ہے۔اس اعتراض کو دور کرتے ہوئے ابنِ سیّد الناس رقم طراز ہیں:

قلت: وقوله تعالیٰ: (لَاتُدۡرِكُهُ الۡأَبۡصَارُ) لا يعارض هذه ، لأنه لا يلزم من الرؤية الادراك۔۲۴؎

میں کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد: ''اللہ تعالیٰ کی ذات کا 'ادراک' آنکھوں سے ممکن نہیں'' (حضرت ابن عباسؓ کے) اس قول کے منافی نہیں۔اس لیے کہ دیدار سے ادراک (یعنی مکمل احاطہ) لازم نہیں آتا۔

اشعار کا استعمال

بعض مرتبہ کسی لفظ کے معنیٰ کی وضاحت میں ابنِ سیّد الناس بطور دلیل اشعار کا بھی ذکر کرتے ہیں مثلاً:

وقدح من عيدان مفتوح العين المهملة ساكن الياء آخر الحروف۔ والعيدان النخلة السحوق۔ قال الشاعر:

لکڑی کا پیالہ۔لفظ عیدان میں عین زبر اور یا کے سکون کے ساتھ پڑھا جائے گا۔عیدان لمبے کھجور کے درخت کے تنے کو کہا جاتا ہے۔ جیسے شاعر کہتا ہے:

ان الرياح اذا ما عصفت قصفت

عيدان نجدو لم يعبأن بالرتم۔۲۵؎

''بے شک ہوائیں جب تند و تیز ہوتی ہیں تو وہ نجد کے لمبے کھجور کے درختوں کو اُکھاڑ دیتی ہیں اور اُن کے مضبوط اور تناور ہونے کی پروانہیں کرتیں۔''

عیون الاثر کے بارے میں علما کی آراء

ابنِ سیّد الناس کی تالیف لطیف 'عیون الاثر' کی، اُن کے ہم عصر علماء اور متاخرین نے خوب تعریف کی ہے۔ بعض حضرات نے اس کی شرحیں کی ہیں اور بعض نے اسے منظوم انداز میں پیش کیا ہے۔ ذیل میں کتاب کے بارے میں چند اہل علم کی آراء کو پیش کیا جاتا ہے:

حافظ تاج الدین السبکی لکھتے ہیں:

صنّف الشيخ فتح الدين كتاباً فى المغازى والسير سمّاه عيون الأثر: أحسن فيه ماشاءَ۔ ۲۶

شیخ فتح الدین نے مغازی اور سیرت میں ایک کتاب تصنیف فرمائی، جس کا نام 'عیون الاثر' ہے۔ یہ بہت عمدہ تصنیف ہے۔

حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں:

قد جمع سيرة حسنة فى مجلدين۔ ۲۷

اُنہوں نے دو جلدوں میں سیرت کے موضوع پر عمدہ کتاب تصنیف کی ہے۔

شمس الدین السخاوی (م ۹۰۲ھ) کتاب کی توصیف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

ماأحسنه۔ ۲۸ (کیا ہی عمدہ کتاب ہے۔)

امام شوکانی (م ۱۲۵۰ھ) کتاب کی افادیت کا ذکر کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

له تصانيف: منها السيرة النبوية المشهورة، التى انتفع بها الناس من أهل عصره فمن بعدهم۔ ۲۹

اُن کی بہت سی تصانیف ہیں۔ اُن میں سے ایک سیرت نبوی پر مشہور کتاب ہے، جس سے اُن کے زمانے اور بعد کے لوگوں نے فائدہ اٹھایا۔

الغرض ابنِ سیّد الناس کا سیرت میں بہت اہم مقام ہے۔ اُنہوں نے سیرت کے سابقہ کام کی تنقیح کر کے مختصر و مدلل طور پر سیرت النبی کو پیش کیا ہے۔ یہ کتاب

سرورِدو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حالات زندگی، غزوات وسرایا اور شمائل، معجزات اور دلائل پر مشتمل ہے۔ واقعات کو منقح و مصفّٰی کر کے نہایت جامع انداز میں پیش کیا گیا ہے۔مزید یہ کہ یہ کتاب محدثانہ طرز پر تالیف کی گئی ہے۔ان خوبیوں کی وجہ سے اس تالیف کو بعد کے ادوار میں بہت مقبولیت ملی۔عیون الاثر کی سب سے مشہور شرح برہان الدین الحلبی المشہور بہ ابن العجمی کی کتاب 'نور النبراس فی شرح سیرۃ ابن سید الناس' ہے، جس کا کچھ حصہ شائع ہو چکا ہے۔

حواشی ومراجع

۱۔ ابن حجر عسقلانی، شہاب الدین احمد بن حجر، الدرر الکامنۃ فی أعیان المائۃ الثامنۃ، مجلس دائرہ المعارف العثمانیہ، حیدرآباد، الطبعۃ الثانیۃ، ۱۹۷۲ئ، ۵/ ۴۷۶

۲۔ حوالہ سابق، ۵/ ۴۸۲

۳۔ السمعانی، ابو سعید عبدالکریم بن محمد بن منصور، الأنساب، دارالفکر، بیروت، ۱۴۰۹ھ/ ۱۹۹۸ئ، ۵/ ۶۹۹

۴۔ ابن الاثیر، عز الدین الجزری، اللباب فی تھذیب الأنساب، دارصادر، بیروت، س۔ن، ۲/ ۱۵۔۱۶

۵۔ الصفدی، صلاح الدین خلیل بن ایبک، الوافی بالوفیات، تحقیق: احمد الارناوط اور ترکی مصطفی، داراحیاء التراث بیروت، العربی، الطبعۃ الاولیٰ ۲۰۰۰ئ، ۱/ ۲۳۳

۶۔ السبکی، تاج الدین عبدالوہاب بن تقی الدین، طبقات الشافعیۃ الکبری، تحقیق: عبدالفتاح محمد، داراحیاء الکتب العربی، بیروت، س۔ن، ۹/ ۲۶۹

۷۔ الدرر الکامنۃ، ۵/ ۴۷۷

۸۔ الشوکانی، محمد بن علی، قاضی، البدر الطالع بمحاسن من بعد قرن السابع، دارالکتب الاسلامی، قاہرہ، س۔ن، ۲/ ۲۵۰

۹۔ الدرر الکامنۃ، ۵/ ۴۷۸۔۴۷۹